OPEN ACCESS: "*EPISTEMOLOGY*"
eISSN: 2663-5828; pISSN: 2519-6480
Vol.12 Issue 13 June 2023

سعودی عرب کے معاصر سیرتی ادب میں نقدِ استشراق کے مناہج واسالیب

METHODS OF CRITICISM ON ORIENTALISM IN CONTEMPORARY SAUDI ARABIAN SIRAH LITERATURE

Muhammad Umair Raouf
Lecturer (Islamic Studies), Virtual University of Pakistan / PhD Scholar, Department of Arabic & Islamic Studies, GC University, Lahore
Dr. Hafiz Muhammad Naeem
Associate Professor, Dept. of Arabic & Islamic Studies, GC University, Lahore

Abstract: The critical analysis of Orientalists' thoughts and approaches about the personality and biography of the Holy Prophet PBUH is being done by Muslim scholars since a long ago, and a number of books and articles in this regard have been written by the scholars of different Muslim countries, including Egypt, Syria, Sudan, Algeria, India, Pakistan, and Saudi Arabia. The Saudi Arabian scholars have diligently struggled to defend the personality and the message of the Holy Prophet PBUH, and they have taken a prestigious position in this regard. Like the researchers of other countries, the scholars of Saudi Arabia have adopted some special and distinctive methods for this work in their books, and by using these methods, they fulfilled their responsibility of defending the Holy Prophet PBUH and rejecting the false thoughts of Orientalism. Among the methods adopted by the Saudi Arabian scholars in this regard are arguing with scientific and rational sources, lexical and grammatical analysis of Orientalists' views, reasoning with the positive thoughts of moderate-minded Orientalists, criticism on Orientalists' sources, and methods of reasoning while doing research regarding Islam. Another method is declaring the statements of Orientalists clearly falsehood and mentioning that answering these false ideas and thoughts is no more than the total wastage of time and resources.

KEYWORDS: Saudi Arabia, Sirah writers, criticism, orientalism, false thoughts, Analogical sources, rational sources, Orientalists.

مستشرقین ابتدا ہی سے شخصیتِ ہادی اعظم ﷺ کو ہدف تنقید و تشنیع بناتے رہے ہیں۔ یہود و نصاریٰ علماء و محققین نے ہر دور میں بڑھ چڑھ کر اس مذموم کام میں حصہ لیا اور رسول اکرم ﷺ کی ذاتِ اکمل واطہر کی سچائی، پاکبازی اور معصومیت کو داغدار کرنے کی سعی لاحاصل کرتے رہے۔ ولیم میور، مونٹگمری واٹ، ڈیوڈ سیموئیل مار گولیتھ، کارل بروکلمان اور برنارڈ لویس جیسے مستشرقین نے اپنی کتب و تحاریر میں ذاتِ و شخصیت نبوی ﷺ پر الزامات وافتراءات کا طومار باندھا اور اس دلکش و جاذب تصویر کو ماند کرنے کی کوشش کی۔ لیکن مسلم علماء سے یہ کذب افشانیاں چھپی نہ رہ سکیں اور انہوں نے پوری ذمہ داری اور فرض شناسی کے ساتھ شخصیتِ رسول ﷺ کا دفاع اور مستشرقین کا رد وابطال کیا اور مستشرقین کے الزامات وافتراءات سے پردہ اٹھاتے ہوئے شخصیت و سیرت نبوی ﷺ کی اصل اور حقیقی تصویر پیش کی۔

اس حوالے سے مصر میں الشمائل المحمدية ورد شبهات المستشرقين از محمد متولی الشعراوی، محمد ﷺ بين الحقيقة و الافتراء(فی الرد علی الكاتب اليهودی الفرنسی مكسيم رودينسون) از الدکتور محمد محمد بولیلۃ، السيرة النبوية وأوهام المستشرقين اور السيرة النبوية وكيف حرفها المستشرقون از عبد المتعال محمد الجبری، شام میں الرسول ﷺ في كتابات المستشرقين از الاستاذ نذیر حمدان، وحی الله۔حقائقه و خصائصه فی الكتاب و السنة۔ نقض مزاعم المستشرقين از الدکتور حسن ضیاء الدین عتر، الجزائر میں نبوة محمد ﷺ فی الفكر الاستشراق المعاصر از الدکتور لخضر شایب، سوڈان میں الاستشراق في السيرة النبوية دراسة تاريخية لآراء (وات-بروكلمان-فلهاوزن) مقارنة بالرؤية الإسلامية اور الاستشراق والعلاقات الاسلامية۔اليهودية فی السيرة النبوية از عبد اللہ محمد الامین جیسی اہم کتب منظر عام پر آئیں۔ برصغیر پاک وہند میں بھی اس حوالے سے خاصا کام ہوا اور متعدد کتب لکھی گئیں جن میں سیرت و شخصیت نبوی ﷺ کی اصل اور حقیقی تصویر پیش کرنے کے ساتھ ساتھ مستشرقین کی باطل آراء کا بھرپور اور مدلل رد بھی کیا گیا۔ خطبات احمدیہ از سرسید احمد خان اور سیرت النبی از شبلی نعمانی اس ضمن میں برصغیر کی نمائندہ کتب شمار ہوتی ہیں۔

سعودی عرب کے سیرت نگاروں نے بھی اپنی کتب میں نبی اکرم ﷺ کی شخصیت و سیرت پر مستشرقین کے اعتراضات وافتراءات کا ردّ وابطال کیا ہے اور انہیں موضوع نقد و جرح بنایا ہے۔ اس ضمن میں بیسیوں کتب لکھی جاچکی ہیں جن میں مع المفسرين والمستشرقين في زواج النبي ﷺ بزينب بنت جحش . دراسة تحليلية از

الدکتور زاھر عواض الألمعی، النبیﷺویہود المدینة . دراسة تحلیلیة لعلاقة الرسول ﷺبیہود المدینة ومواقف المستشرقین منھاازالدکتور محمد بن فارس الجمیل، الاستشراق وموقفه من السنة النبویةاز فالح بن محمد بن فالح الصغیر، آراء المستشرقین حول مفهوم الوحی ازالدکتور ادریس حامد محمد، افتراءات المستشرق کارل بروکلمان علی السیرة النبویة ازالدکتور غیثان علی جریس، الاستشراق و الاتجاهات الفکریه فی التاریخ الاسلامی ازالدکتور مازن بن صلاح مطبقانی اور الاستشراق الفرنسی والسیرة النبویة دراسة نقدیة لکتاب تاریخ العرب العام ازالدکتور سلطان بن عمر الحصین سر فہرست ہیں۔

ان کتب میں سعودی عرب کے سیرت نگاروں نے شخصیت و سیرت رسول ﷺ کے دفاع اور اس ضمن میں استشراقی افکار وافتراءات پر نقد کے حوالے سے مختلف مناہج واسالیب اختیار کیے جن میں دلائل نقلیہ سے استدلال، آراء کا عقلی تجزیہ وابطال، اقدامی طرزِ تنقید، منصف مزاج مستشرقین کی مثبت آراء سے استدلال، مستشرقین کے ذرائع و طرز استدلال کا محاکمہ، افکار کا لغوی تجزیہ، قول مستشرق کو یقینی طور پر جھوٹ و تہمت قرار دینا اور قطعاً نا قابل اعتنا سمجھنا وغیرہم شامل ہیں۔

سعودی علماء و محققین کی کتب کا جائزہ لینے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ان میں مذکورہ بالا اسالیب و مناہج اختیار کرتے ہوئے مستشرقین کے نظریات واعتراضات کا بے باکانہ اور مدلل انداز میں رد کیا گیا ہے اور جو مستشرقین منصفانہ و معتدل مزاج کے حامل ہیں ان کے مثبت خیالات کو محض تعصب کا مظاہرہ کرتے ہوئے پیمانہ نقد و جرح پر رکھنے کی بجائے نہ صرف سراہا گیا ہے بلکہ متعصبانہ افکار و آراء کے مقابل بطور نظیر پیش بھی کیا گیا ہے۔ اس سے سعودی محققین کی بے تعصبی، علمی و تحقیقی انداز اور نقد و مناظرہ کے میدان میں مہارت بھی عیاں ہوتی ہے۔ آئندہ سطور میں سیرت نگارانِ سعودی عرب کی جانب سے دفاع رسول ﷺ اور نقد استشراق کے ضمن میں اختیار کیے گئے مذکورہ بالا طریقوں کا جائزہ ان کی سیرتی کاوشوں کی روشنی میں پیش کرنے کی سعی کی گئی ہے۔

دلائل نقلیہ سے استدلال

قرآن مجید، احادیث نبویہ اور کتب سیر و مغازی وغیرہ سیرت النبی ﷺ کے بنیادی ماخذ شمار ہوتے ہیں۔ اسی لیے مسلم سیرت نگاروں نے اپنی کتب میں انہی بنیادی مصادر سیرت کو بنیادی حیثیت دی ہے اور اخذ واستدلال کے اہم ترین ذریعے کے طور پر اختیار کیا ہے۔ سعودی عرب کے سیرت نگاروں نے بھی مستشرقین پر نقد و جرح کرتے

ہوئے وقائع سیرت کی حقیقی تصویر پیش کرنے اور مستشرقین کی پیش کردہ مذموم صورت کورد کرنے کے لیے انہی بنیادی مصادر اسلامی کو ذریعہ استدلال واستخراج بنایا ہے۔ اس حوالے سے مختلف کتب میں موجود چند امثلہ ذیل میں پیش کی گئی ہیں:

قرآن کریم سے استدلال

قرآن مجید علوم اسلامیہ کا سب سے اولین اور بنیادی ماخذ ہے۔ سعودی سیرت نگاروں نے اپنی کتب میں مستشرقین کے رد وابطال کے ضمن میں قرآن مجید کو خاص اہمیت ومقام دیا اور جابجا آیات قرآنی سے استدلال کیا۔ اس اسلوب کی چند امثلہ درج ذیل ہیں:

- الدکتور غیدشان علی جریس نے بروکلمان کے اس افتراء (نبی اکرم ﷺ نے روزے یہود ونصاریٰ کی متابعت میں اختیار کیے) کو موضوع نقد بناتے ہوئے سورۃ البقرۃ کی آیات ۱۸۳ اور ۱۸۵ سے استدلال کرتے ہوئے واضح کیا کہ بروکلمان کا خیال باطل ہے کیونکہ اس پر قرآن مجید کی نصوص صریحہ موجود ہیں۔[1]
- کتاب "آراء المستشرقين حول مفهوم الوحی" میں مستشرقین کا ایک اعتراض یہ بیان کیا گیا کہ "قرآن مجید نبی اکرم ﷺ کا بنایا ہوا کلام ہے"۔ اس اعتراض کے جواب میں الدکتور ادریس حامد محمد نے یہ نکتہ بیان کیا کہ یہ نبی اکرم ﷺ کا بنایا ہوا کلام نہیں ہے کیونکہ اس میں بعض مقامات پر نبی اکرم ﷺ کو تنبیہ کی گئی ہے اور آپ ﷺ خود اپنے آپ کو کیسے تنبیہ کر سکتے ہیں۔ مؤلف لکھتے ہیں:

"في بعض المواقف كان القرآن يخالف رأي الرسول ﷺ، بل كان يأتيه عتاب ولوم على أفعاله، فقد عاتبه القرآن على موقفه من عبد الله بن أم مكتوم الرجل الأعمى بقوله تعالى: عَبَسَ وَتَوَلَّى O أَنْ جَاءَهُ الْأَعْمَىO[2]وعاتبه في مسألة أسرى بدر بقوله: مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَى حَتَّى يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ O لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌO[3]".[4]

- الدکتور مازن مطبقانی نے مستشرقین کے نبی اکرم ﷺ کے حالت یتیمی میں بچپن گزارنے کا جواب دیتے ہوئے واضح کیا کہ قرآن مجید میں خود اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی یتیمی کا تذکرہ فرمایا تو اس کا انکار کیسے کیا جا سکتا ہے؟ یہاں موصوف نے بطور استدلال سورۃ الضحیٰ کی آیت " أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَى"[5] بھی ذکر کی۔

اس کے علاوہ بھی اس ذیل میں متعدد امثلہ موجود ہیں جنہیں طوالت کے خوف سے شامل نہیں کیا گیا۔

حدیث مبارکہ سے استدلال

سعودی عرب کے علماء کا ایک اسلوب یہ ہے کہ وہ روایات حدیث اور کتب حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں اور اس ذریعے سے مستشرقین کا ابطال کرتے ہیں۔ اس ضمن میں کبھی وہ حدیث کا متن مکمل طور پر بیان کر دیتے ہیں اور کبھی ضمناً اور مختصراً اشارہ کر دینا کافی سمجھتے ہیں۔ مختلف کتب نقد استشراق میں اس کی متعدد امثلہ ملتی ہیں جن میں سے چند ذیل میں درج کی گئی ہیں:

- الدکتور فالح بن محمد بن فالح الصغیر نے اپنی کتاب ''الاستشراق وموقفه من السنة النبوية'' میں وحی کے حوالے سے مستشرقین کے اعتراضات وافتراءات کا مدلل رد کیا اور اس ضمن میں حدیث مبارکہ [6] سے استدلال کیا کہ آپ ﷺ پر ابتدا میں وحی مختلف صورتوں میں مثلاً گھنٹی کی آواز کی طرح یا کبھی کسی آدمی کی آواز میں نازل ہوتی تھی۔ یہاں مؤلف نے حدیث میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حوالے سے بیان کردہ کیفیات وحی کا تذکرہ کیا۔[7]
- الدکتور مازن بن صلاح مطبقانی نے نبی اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کے حوالے سے مستشرق برنارڈ لویس کا قول نقل کیا کہ آپ ﷺ کی ولادت ۵۷۰ سے ۵۸۰ ہجری کے درمیان ہوئی۔ اس قول پر نقد کرتے ہوئے مؤلف نے کتب احادیث و سیرت سے استدلال کرتے ہوئے واضح کیا کہ تمام مصادر اسلامی میں آپ ﷺ کی ولادت کا سنہ ۵۷۰ یا ۵۷۱ء ہی مذکور ہے مؤلف فرماتے ہیں:

''لقد حسمت كتب الحديث الصحيحة زمن ولادة الرسول صلى الله عليه وسلم بأنه كان في عام الفيل الذي كان عام ٥٧٠ او ٥٧١ حيث ورد ذلك في سيرة ابن هشام وفي المستدرك للحاكم وفي غير ذلك من كتب التواريخ العامة . ويقول أكرم ضياءالعمرى بعد دراسة هذه الروايات وقد ذهب معظم العلماء إلى القول بمولده عام الفيل وأيدتهم الدراسات الحديثة التي قام بها باحثون مسلمون ومستشرقون اعتبروا عام الفيل مرافقاً للعام ٥٧٠ أو ٥٧١ الميلادي''[8]

- الدکتور ادریس حامد محمد نے مستشرقین کے اعتراض کہ ''آپ ﷺ ورقہ بن نوفل سے اخذ علم کرتے تھے'' کا رد کرتے ہوئے

صحیح بخاری کی روایت کے حوالے سے بیان کیا کہ ورقہ بن نوفل کی تو پہلی وحی کے کچھ عرصہ بعد فترۃ الوحی کے دوران وفات ہو گئی تھی[9] تو اس سے اخذ علم کیسے ممکن ہے۔[10]

احادیث ورواۃ کی جرح وتعدیل

سعودی عرب کے محققین و ناقدین کا نقد استشراق کے حوالے سے ایک اسلوب یہ ہے کہ وہ مختلف وقائع سیرت کا تذکرہ کرتے ہوئے اس سے متعلق روایات کی استنادی حیثیت اور رواۃ کی جرح وتعدیل بھی کرتے ہیں۔اس اسلوب کی چند امثلہ ملاحظہ ہوں:

- قصہ غرانیق کی تحقیق کے ضمن میں محمد موہر علی نے ایک الگ عنوان "The reports fail the tests of genuineness" کے تحت اس قصے کے بارے میں وارد روایات اور مرویات کے رواۃ کی جرح وتعدیل کی اور اس کے نتیجے میں انہیں لغو اور باطل قرار دیا۔[11]
- الدکتور مازن بن صلاح مطبقانی نے کتاب "الاستشراق و الاتجاهات الفكريه فى التاريخ الاسلامى: دراسة تطبيقية على كتابات برنارد لويس" میں نبی اکرم ﷺ کے بچپن کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا کہ یہ تمام حالات وواقعات کتب احادیث میں صحیح اسناد کے ساتھ ثابت شدہ مذکور ہیں۔محقق کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

"وقد عرف عن طفولة النبي ﷺ الكثير مما لم يعرف عن طفولة نبي آخر من الأنبياء والزعماء وقد روي الكثير من ذلك في السنة بطرق صحيحة ثابتة كولادته، ورضاعته، وقطامة، وحادثة شق الصدر، وذهابه مع عمه الى الشام وذهابه في تجارة السيدة خديجة"[12]

♦ کتب سیرت وتاریخ سے استدلال

سعودی عرب کے محققین نے اپنی کتب میں نقد استشراق کے ضمن میں کئی بنیادی کتب سیرت کو بھی مصدر استدلال بنایا ہے اور وقائع سیرت کی اصل تصویر اور تفصیلات واضح کرنے اور اس ذریعے سے مستشرقین کے باطل افکار کا رد کرنے کے لیے اس اسلوب کو اختیار کیا ہے۔اس اسلوب کی چند امثلہ ملاحظہ ہوں:

- واقعہ اسراو معراج سے متعلق بروکلمان کے افتراءات کا تذکرہ کرنے کے بعد الدکتور غدیشان علی جریس نے مختلف مصادر سیرت سے اس واقعہ کے زمانہ وقوع کے بارے میں درج ذیل الفاظ میں صراحت کی:

"أما الإسراء فوقوعه في العهد المكي لا جدال فيه، بل إنه حدث في النصف الأخير من تلك الفترة وربما يكون في السنة السابعة للبعثة. لكن السنة التي وقع فيها لا تزال نقطة خلاف عند علماء المسلمين"[13]

- الدکتور مازن مطبقانی نے نبی اکرم ﷺ کے حالت یتیمی میں بچپن کے ایام گزارنے کے حوالے سے واضح کیا کہ سیرت ابن کثیر[14] و دیگر مصادر اسلامیہ میں واضح طور پر موجود ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت حالتِ یتیمی میں ہوئی تھی اور اس کا تذکرہ قرآن مجید میں بھی موجود ہے۔[15]
- اسی طرح الدکتور مازن بن صلاح نے مستشرقین کا بیان کردہ یہ نکتہ کہ "ابتدا میں قریش نے نبی اکرم ﷺ کی دعوت و پیغام سے

کچھ تعرض نہ کیا کیونکہ وہ اسے غیر نقصان دہ سمجھتے تھے" موضوع بحث بنایا اور اس ضمن میں جواد علی کی کتاب ''تاریخ العرب فی الاسلام'' سے استدلال کرتے ہوئے مستشرقین کے مذکورہ مؤقف پر تبصرہ کیا۔[16]

I. عقلی دلائل سے استدلال

سعودی عرب کے محققین کا نقدِ استشراق کے ضمن میں ایک اسلوب یہ ملتا ہے کہ وہ مستشرقین کے اقوال و دلائل کا عقلی اعتبار سے جائزہ لیتے ہیں اور اس حوالے سے ان کے کذب و غیر معقولیت کو واضح کرتے ہیں۔ سعودی ادب سیرت میں موجود اس اسلوب کی چند امثلہ درج ذیل ہیں:

- الدکتور محمد موھر علی نے قصۂ غرانیق سے متعلق مستشرقین کی آراء کا تفصیلی تجزیہ کرتے ہوئے عقلاً اس کا ابطال کیا اور ان آراء کو عقلی طور پر نا معقول قرار دیا۔ موصوف کا تبصرہ ملاحظہ ہو:

> ''Thirdly, the internal evidence of sûrat al-Najm, in connection with the revelation of which the incident is said to have taken place, belies the story . . . . . Now, it is simply unthinkable that after announcing at the very beginning of the sûrah that the Prophet has not gone astray, nor erred, nor does he speak out of his own wish and whim, but that what he gives out is only "revelation" communicated to him, he would immediately and in the process of receiving the same revelation set at naught this unequivocal declaration by introducing into it something extraneous and contradictory to it! Nothing could be a stronger proof of the baselessness of the allegation made in the story than these clear statements at the beginning of the surah. [17]

- الدکتور غیثان علی جریس نے بھی اپنی کتاب ''افتراءات المستشرق کارل بروکلمان علی السیرة النبویة'' میں ایک مقام پر مستشرق بروکلمان کی بنو قینقاع کے ساتھ نزاع سے متعلق آراء کو ہدف تنقید بناتے ہوئے انھیں عقلاً غیر معقول قرار دیا اور لکھا کہ:

'' لكن ما يظنه بروكلمان، وهذا واضح في كلمة «في الظاهر، التي أشار اليها بأن رجلاً مسلماً قتل رجلاً يهودياً. هذا هو السبب الذي يراه والذى يتخيله في أن يحاصرهم الرسولﷺ أسابيع ثم يطردهم من المدينة، ومن هنا يظهر الوضع مختلفاً ومضطرباً تماماً في أن يقوم المسلم بقتل اليهودي، ثم يأتي الرسول ويحاصرهم ثم يطردهم، فهذا أمر لا يصدقه العقل''[18]

- مستشرق سیدیو کے اس اعتراض کہ ''قرآن کریم نبی اکرم ﷺ کا کلام ہے'' کے رد میں الشیخ سلطان بن عمر بن الحصین نے اپنی کتاب ''الاستشراق الفرنسي والسيرة النبوية دراسة نقدية لكتاب تاريخ العرب العام'' میں واضح کیا کہ قرآن کریم اور نبی اکرم ﷺ کے کلام و گفتگو کے اسلوب میں واضح فرق پایا جاتا ہے۔اس لیے یہ کہنا عقلاً محال ہے کہ قرآن بھی آپ ﷺ کا کلام ہے اور احادیث بھی کیونکہ دونوں کے اسلوب میں واضح فرق ہے۔[19]

آراء کا لغوی تجزیہ

مستشرقین کی آراء پر نقد و تبصرہ کرتے ہوئے سعودی عرب کے محققین نے جو اسالیب اختیار کیے ہیں ان میں ایک اسلوب مستشرقین کی آراء کا لغوی تجزیہ ہے۔ مستشرقین کے بعض اقوال و افکار ایسے ہیں جن کو عربی لغت اور گرامر کے اعتبار سے دیکھا جائے تو ان میں متعدد ایسے نکات سامنے آتے ہیں جو انہیں باطل اور

مردود ثابت کرتے ہیں۔ اس اسلوب کی مثال عموماً قصہ غرانیق پر بحث کے ضمن میں نظر آتی ہے۔ علمائے سعودی عرب کی کتب سے اس اسلوب کی چند امثلہ ذیل میں پیش کی گئی ہیں:

- الدکتور غیثان علی جریس نے اپنی کتاب میں قصہ غرانیق سے متعلق مستشرقین کی آراء پر نقد کرتے ہوئے اس پر لغوی اعتبار سے تبصرہ کیا اور واضح کیا کہ قریش مکہ جو افصح اللسان تھے اور زبان وبیان کے ماہر اور لغت کی باریکیوں سے واقف تھے، سورۃ النجم میں جس جگہ ''تلك الغرانيق العلى وإن شفاعتهن لترتجي'' کے الفاظ کا اضافہ بیان کیا جاتا ہے وہاں لغوی اعتبار سے یہ الفاظ اور تراکیب غیر مستحکم ہیں لہٰذا قریش کے لیے ان الفاظ کو درست مان کر سجدہ کرنا ممکن نہ تھا کیونکہ ان کو فوراً معلوم ہو جاتا کہ یہ الفاظ ما قبل اور ما بعد کی ترتیب سے میل نہیں کھاتے لہٰذا وہ ان مستشرقین کی طرح کم علم اور لغت کی باریکیوں سے نابلد نہیں تھے کہ وہ ربط کلام کے انقطاع کو نہ سمجھ پاتے۔[20]
- ڈاکٹر محمد موہر علی نے بھی قصہ غرانیق ہی کے ضمن میں معروف مستشرق آرتھر جیفری کے بیان کردہ قول پر لغوی اعتبار سے یوں نقد کیا ہے:

''Jeffery translates the Prophet's statement: (ای خديجةوالله لااعبداللات والعزى والله لااعبدابدا)

Oh Khadijah: by Allah, I will not worship al-Lât nor al-Uzza: by Allah I will not perform worship again.''

''This translation is faulty in three ways. In the first place, he renders the verb la 'a'budu (لا اعبد) in both places of the statement in the future tense which is contrary to the grammatical rules. It is to be noted that in this statement the verb 'a'budu (اعبد) is used twice and both in the imperfect (mudâriaمضارع) form. In Arabic this form is used to mean either the present (hal حال) or the future (mustaqbal مستقبل) tense. But the general rule is that where in the same statement the verb occurs twice in the same mudâri' form, the first use is to be taken in the present tense (حال) and the second in the future (مستقبل) tense. In addition to this general rule, this is to be so specially and invariably when there are clear indications that the second use of the verb has to be taken in the future tense. In the statement under reference, the verb 'a'budu in the second place, is followed by the expression 'abadan (ابدا) which unmistakably dictates that here the verb is in the future tense. The first use of the verb in the statement must therefore be taken to be in the present tense (حال).'' [21]

اقدامی اسلوب تنقید

سعودی علماء اور محققین نے مستشرقین کے دین و پیغمبر اسلام ﷺ پر افتراءات و اعتراضات کے ضمن میں جو اسلوب بطور خاص اپنایا ہے وہ کسی قسم کی ملامت کو خاطر میں لائے بغیر اور اس بات کی پرواکیے بغیر کہ اس سے بظاہر غیر معقولیت یا غیر مسلموں کے لیے عدم جاذبیت کا پہلو نکلتا ہے، نہایت بے باکی اور ثابت قدمی سے حق اور اصل بات کو بیان کیا ہے۔ اسے اقدامی اسلوب کا نام بھی دیا جا سکتا ہے۔ اس کے بالمقابل ہمیں خصوصاً برصغیر کے سیرتی ادب میں بعض مؤلفین کے ہاں مدافعانہ اسلوب ملتا ہے جسے اصطلاح میں "معذرت خواہانہ اسلوب" کہا جاتا ہے۔ مدافعانہ یا معذرت خواہانہ اسلوب میں وقائع سیرت کے بیان میں ایسے پہلوؤں مثلاً معجزات وغیرہ، جو مستشرقین کے نزدیک قابل اعتراض پہلو ہیں یا غیر مسلموں کی عقل سے بالاتر ہیں، سے صرف نظر کیا جاتا ہے۔ سعودی ادب سیرت سے اقدامی اسلوب نقد کی امثلہ درج ذیل ہیں:

- الدکتور فالح بن محمد بن فالح الصغیر نے کتاب "الاستشراق وموقفه من السنة النبوية" میں حضور ﷺ کی شخصیت کے حوالے سے مستشرقین کے طعن کا تذکرہ کرتے ہوئے مستشرقین کا ایک افتراء یہ ذکر کیا کہ آپ ﷺ (نعوذ باللہ) خواتین میں شدید رغبت رکھتے تھے اور آپ ﷺ نے زیادہ شادیاں بھی اسی خواہش کو پورا کرنے کے لیے کیں۔ محقق نے مستشرقین کے اعتراضات بیان کرنے کے بعد ان کا جواب دیتے ہوئے اقدامی انداز اپنایا اور کسی قسم کا دباؤ یا خجالت محسوس کیے بغیر اسلام کا اس حوالے سے حقیقی مؤقف واضح کیا اور اس ضمن میں اس بات کی قطعا پروا نہیں کی کہ یہ بات مستشرقین و معاندین کو ناگوار گزرتی ہے یا نہیں۔ مؤلف لکھتے ہیں:

"إن الله تعالى أباح لنبيهﷺ الزواج لأكثر من واحدة، وهذا شرع الله الذي نحن به مؤمنون أبدًا، وهذه عقيدة المؤمنين الصادقين عبر التاريخ الإسلامي الطويل من عهد النبوة إلى قيام الساعة، مهما تقوّل المبطلون، أو افترى الحاقدون، ولهذا الزواج في دين الإسلام حِكَمٌ وأسباب، تبيّن لنا بعضها وغاب عنا بعضها الآخر، من هذه الحكم التي نلمسها"[22]

- الدکتور غیثان علی جریس نے اپنی کتاب "افتراءات المستشرق كارل بروكلمان على السيرة النبوية" میں مستشرق بروکلمان کے وحی سے متعلق اعتراض کہ "وحی کا نزول اور اصلاح انسانیت کی ذمہ داری ملنا وغیرہ محض آپ ﷺ کا ذہنی خیال اور ظن تھا۔ اس کی حقیقت کچھ نہیں تھی۔" کو ذکر کرنے کے بعد اس کا جواب دیتے ہوئے اقدامی اسلوب اختیار کیا اور کسی لگی لپٹی کے بغیر واضح طور پر کہا کہ بروکلمان نے یہاں حقیقت سے صرف نظر

کرتے ہوئے دیگر مستشرقین کی طرح بے سوچے سمجھے کہہ دیا کہ نبی اکرم ﷺ کا محض خیال تھا کہ شاید مجھے پیغام دین کی طرف بلایا گیا ہے اور دعوت و تبلیغ پر مامور کیا گیا ہے اور اسی خیال کے تحت آپ ﷺ نے جبریل کی آمد کا تصور کیا اور اپنی نبوت کا اعلان کر دیا۔ محقق کے مطابق یہ مستشرقین کا عین تعصب اور سیاسی و مذہبی دشمنی کی اساس ہے جیسا کہ وہ یہی نبوت بنی اسرائیل کے انبیا کے لیے تو تسلیم کرتے ہیں لیکن نبی اکرم ﷺ کے لیے نہیں۔[23]

- ایک اور مقام پر الدکتور غیثان علی جریس نے بنو قینقاع کے معاملے کے حوالے سے بروکلمان پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ بروکلمان نے مسلمانوں کو قصور وار ٹھہرانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی لیکن وہ یہ کبھی نہیں بتائے گا کہ یہود نے مشرکین مکہ کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف کیا کیا سازشیں کیں۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیے ہوئے عہد کیسے توڑے، یہ (بروکلمان) حقائق کو توڑ مروڑ کر اپنا ہدف حاصل کرنے کی کوشش میں تو ہے لیکن کیا اسے مدینہ میں یہود کی تاریخ کا علم نہیں؟ اسے ضرور معلوم ہے لیکن وہ کبھی نہیں بتائے گا کہ بنو قینقاع ہی وہ پہلا یہودی قبیلہ تھا جس نے مسلمانون کے عہد و پیمان کو توڑا اور یہ (بروکلمان) یہ بھی نہیں بتائے گا کہ اس قبیلے نے مسلمانوں کے بازاروں میں کیا کیا خرابیاں پیدا کیں۔[24]

دیگر مستشرقین کے مماثل افکار کا تذکرہ

بعض سعودی علماء کے ہاں یہ اسلوب بھی ملتا ہے کہ وہ کسی ایک مستشرق کی کسی معاملہ میں رائے ذکر کرنے کے بعد اس پر نقد و جرح سے پہلے اس رائے میں اس مستشرق کے ہم خیال دیگر مستشرقین کی آراء بھی بیان کر دیتے ہیں اور واضح کر دیتے ہیں کہ مذکورہ مستشرق اپنی رائے میں اکیلا نہیں بلکہ یہ متعدد مستشرقین کا مشترکہ موقف ہے جو ان کی علمیت کی بجائے تعصب کو ثابت کرتا ہے۔ جن کتب میں یہ اسلوب نظر آتا ہے وہاں سے چند مقامات کا ذیل میں بطور مثال تذکرہ کیا جارہا ہے:

- بنو نضیر کے ساتھ تنازعہ سے متعلق مستشرق بروکلمان کے افکار پر بحث کرتے ہوئے الدکتور غیثان علی جریس نے واضح کیا کہ بروکلمان اپنے افکار میں اکیلا نہیں ہے بلکہ دیگر کئی مستشرقین بھی اسی قسم کے افکار و خیالات کے حامل ہیں۔ موصوف لکھتے ہیں:

"فبروكلمان، وفلهاوزن، ومرجوليوث وغيرهم كثير من المستشرقين يلتمسون الأعذار لليهود الذين عملوا كل ما في وسعهم للنيل من الرسول ﷺ وأصحابه، بل سعوا إلى نكث العهود والمواثيق التي بينهم وبين رسول الله"[25]

- الدکتور سلطان بن عمر الحصین نے مستشرق سیدیو کا اعتراض (آپ ﷺ کے بچپن کے بہت کم حالات معلوم ہیں) نقل کیا اور پھر واضح کیا کہ سیدیو کے علاوہ دیگر مستشرقین کی بھی اس حوالے سے یہی رائے ہے:

" ويبدو أن هذا الرأي قد قال به أكثر من واحد من المستشرقين فهذا ول ديورانت (W.DURANT) يقول: "ولا نكاد نعرف عن شباب محمد إلا القليل"۔ ويذهب بروكلمان BROCKELMMANN إلى أنه لا يوجد مصادر موثوقة لحياة الرسول الأولى غير ما ورد في سورة الضحى إذ يقول: ولسنا نملك بينة موثوقاً بها عن حياة النبي الأولى إلا هذه الآيات القرآنية من سورة الضحى"[26]

- دعوتِ اسلام کے حوالے سے مشرکین مکہ کے طرزِ عمل کا تذکرہ کرتے ہوئے الدکتور مازن بن صلاح مطبقانی نے لویس میور کے ساتھ ولیم میور کا اس سے مماثل قول ذکر کیا ہے۔ موصوف رقمطراز ہیں:

"إن ما كتبه لويس هنا يؤكد أنه لم يكن أصيلاً في بحثه في السيرة النبوية حتى لتكاد عباراته تشبه عبارات بعض من سبقه من المستشرقين فهذا وليام ميور يقول عن موقف قريش من الدعوة الاسلامية في البداية: "وقد قوبلت تعاليمه في البداية على أنها حماسة غير ضارة"[27]

مستشرقین کے مثبت اقوال سے استدلال

شخصیت ورسالت اور سیرت وپیغام محمدی ﷺ کے حوالے سے جہاں مستشرقین نے نہایت متعصبانہ اور مفتریانہ رویہ اپنایا ہے وہاں متعدد مستشرقین ایسے بھی ہیں جنہوں نے کسی قسم کی عداوت و تعصب سے بچتے ہوئے حقائق کو خالص علمی و تحقیق کسوٹی پر پرکھا اور یوں اسلام و پیغمبر اسلام ﷺ کی جو مثبت اور حقیقی تصویر ان کے سامنے آئی، انہوں نے اپنی کتب و تحاریر میں اسے من وعن بیان کیا۔ یہ منصفانہ واعتدال پسندانہ رویہ جہاں نہایت قابل تحسین ہے وہیں ان متعصب اور عداوت و نفرت کی آگ میں جلتے ہوئے مستشرقین کی آنکھیں کھولنے اور انہیں مثبت تحقیق کی طرف راغب کرنے کے لیے کافی ہے۔ چنانچہ اسی نکتے کو مد نظر رکھتے ہوئے سعودی محققین و ناقدین نے اپنی کتب میں نقد استشراق کے جو مختلف اسالیب اختیار کیے ان میں ایک اسلوب یہ بھی ہے کہ وہ مستشرقین کے رد کے

لیے انہی کے ہم مذہب مستشرقین کے مثبت اقوال سے استدلال کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ آئندہ سطور میں اس اسلوب کی چند امثلہ سعودی علماو محققین کی کتب سیرت سے پیش کی جاتی ہیں:

- الدکتور فالح بن محمد الصغیر نے مستشرقین کے ذات و شخصیت نبوی ﷺ سے متعلق افکار باطلہ کا تعاقب کرتے ہوئے دیگر منصف اور مثبت مزاج مستشرقین کے نبی اکرم ﷺ کے اخلاق عالیہ کو تسلیم کرنے سے متعلق اقوال ذکر کیے۔ مثلاً:

"يقول "الكونت هنري دي كاستري": "إن محمدًا ﷺ ما كان يميل إلى زخارف الدنيا ولم يكن بخيلاً، وكان يستدر اللبن من نعاجه بنفسه، ويجلس على التراب، ويرقع ثوبه ونعاله بيده --- وقد احتقر المال، وإنه بلغ من السلطان منتهاه، ومع ذلك لم يكن له علامات الإمارة والملك سوى خاتم من الفضة مكتوب عليه (محمد رسول الله)" [28]

- الدکتور ادریس حامد محمد نے وحی و نبوت پر مستشرقین کے اعتراضات ذکر کرنے کے بعد جواباً متعدد منصف مزاج مستشرقین کے وحی کے اثبات میں اقوال کا تذکرہ کیا اور واضح کیا کہ ان مستشرقین نے عدل وانصاف سے کام لیتے ہوئے واضح کیا کہ وحی و نبوتِ محمدی بالکل حقیقی امر ہے۔[29] اسی طرح ایک اور مقام پر فاضل محقق نے وحی کے حقیقی اور من جانب اللہ ہونے اور نبی اکرم ﷺ کی کسی بیماری کا نتیجہ نہ ہونے سے متعلق مثبت اقوال یوں نقل کیے:

- "إداورد مونتيه: كان محمد نبياً صادقاً كما كان أنبياء بني إسرائيل في القديم، كان مثلهم يؤتى رؤيا ويوحى إليه."
- "المستشرق الفرنسي ماسينيون: إن محمداً كان على تمام الاعتدال فى مزاجه۔"
- "يقول بلاتونوف: وغاية ما نقدر أن نجزم به هو تبرئة محمد من الكذب والمرض۔" [30]

- کتاب "السنا الوهاج فى سن عائشة عند الزواج" میں مؤلف الشیخ فهد بن محمد بن محمد الغفیلی نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نکاح کے وقت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی کم عمری پر مستشرقین کے اعتراضات کو موضوع بحث بنایا اور اس ضمن میں مستشرقین کے اعتراضات بیان کرنے کے بعد مشہور مستشرقہ "کیرن آرمسٹرانگ" کا اس حوالے سے مثبت قول ذکر کیا کہ اس عمر میں نکاح اس وقت کے عرب معاشرے میں کوئی نیا رواج یا اچنبھے کی بات نہیں تھی۔ [31]

- الدکتور سلطان بن عمر الحصین نے اپنی تالیف ''الاستشراق الفرنسی والسیرۃ النبویۃ دراسۃ نقدیۃ لکتاب تاریخ العرب العام ''میں فرانسیسی مستشرق ''Louis Pierre Sedillot'' کے شخصیت و سیرت نبوی ﷺ کے حوالے سے اعتراضات وافتراءات کو موضوع بحث بناتے ہوئے بعض مقامات پر دیگر مستشرقین کے مثبت افکار بھی ذکر کیے جو متعصب و متشدد آراء کی نفی کرتے ہیں۔ ایک مقام پر مؤلف نے ایک مستشرق ''John D.P.'' کا قول پیش کیا کہ دنیا کے بڑے اور بااثر فاتحین اور رہنماؤں میں سب سے زیادہ تفصیلی اور مکمل احوال صرف نبی اکرم ﷺ ہی کے معلوم و مرتب ہیں۔[32]

II. مستشرقین کے ذرائع استدلال پر نقد

سعودی عرب کے محققین نے مستشرقین پر نقد کرتے ہوئے نہ صرف ان کے افکار و نظریات کو موضوع تنقید بنایا بلکہ اس کے ساتھ ان کے معلومات کے مصادر پر بھی جرح کی اور ان کے ضعف و غیر مستند حیثیت کی طرف بھی اشارہ کیا۔ چند امثلہ ملاحظہ ہوں:

- الدکتور غیثان علی جریس نے بروکلمان کا اعتراض (کہ نمازیں ابتدا میں تین تھیں جو بعد ازاں یہود کی متابعت میں پانچ کر دی گئیں) نقل کرتے ہوئے لکھا کہ یہ غلط افکار بروکلمان نے معلوم نہیں کن غیر مستند مصادر سے اخذ کیے ہیں۔ موصوف لکھتے ہیں:

''أما قول بروكلمان بأن الصلاة كانت ثلاثاً في المدينة كما عند اليهود، ثم خمساً مشيراً إلى هذه الزيادة بأنها نتيجة التأثير الذي اصاب المسلمين من الفرس، فهذه أراء لا صحة لها ، فلم يذكر المؤلف المصدر الذى أخذ منه هذه المعلومات الخاطئة''[33]

- اسی طرح ایک اور مقام پر الدکتور غیثان جریس نے بروکلمان کے اس افتراء کو موضوع بحث بنایا کہ ''عاشوراء کا روزہ یہود کی متابعت میں اور رمضان کے روزے عیسائیوں اور مجوسیوں کو دیکھتے ہوئے اسلام میں مقرر کیے گئے۔'' اس کے جواب میں انہوں نے بروکلمان کے مصادر معلومات پر یوں تبصرہ کیا:

''فهذه الأقوال ضرب من الخزعبلات التي ليس لها أساس إلا ما يمليه خيال الأستاذ بروكلمان عليه... فمن أي مصدر جاء بهذه الادعاءات الكاذبة؟ وأين الرواية التي اعتمد عليها ؟ وأين تحقيقه لسندها ومتنها ؟ و اين ادلته في ترجيح قوله؟''[34]

مستشرقین کے منہج استدلال پر نقد

محققین سعودی عرب نے مستشرقین کے باطل اقوال وافکار کو موضوع نقد بناتے ہوئے نہ صرف ان کے ذرائع استدلال پر کلام کیا بلکہ ان کے مناہج استدلال کو بھی نشانہ تنقید بنایا اور ان کے کمزور اور بلا دلیل استدلال پر اعتراضات کرتے ہوئے ان کے ذہنی فتور اور خرابی نیت و تعصب کی نشاندہی کی۔ اس حوالے سے چند امثلہ ذیل میں پیش کی گئی ہیں:

- الدکتور غیثان علی جریس نے مستشرقین کے منہج استدلال کو غیر علمی اور تحقیق کے مروجہ اصولوں کی صریح خلاف ورزی قرار دیتے ہوئے تعصب اور ہٹ دھرمی سے معمور قرار دیا۔ ایک مقام پر موصوف فرماتے ہیں:

"بل إنه ناتج من أخلاقيات وتعصب بعض المستشرقين الذين يوردون الأحكام والنتائج قبل أن يشرعوا في الكتابة والتحليل، وهذا أمر لا يتفق مع المنهج العلمي الصحيح"[35]

- الدکتور ادریس حامد محمد نے مستشرقین کے طرز استدلال اور رائے قائم کرنے کے طریقے کو موضوع نقد بناتے ہوئے واضح کیا کہ وہ اپنے بغیر تحقیق گھڑے ہوئے جھوٹے اقوال پر زیادہ دیر قائم نہیں رہتے کیونکہ اپنے افکار کے کذب اور کمزور بنیادوں سے وہ خود بھی مطمئن نہیں ہوتے۔[36]
- الدکتور مازن بن صلاح مطبقانی نے مستشرق برنارڈ لویس کے نبی اکرم ﷺ کی سیرت کے بارے میں شکوک و شبہات اور افتراءات پر بحث کرنے کے بعد واضح کیا کہ لویس نے دورانِ تحقیق سائنسی معروضیت کی پاسداری نہیں کی اور اخذ معلومات کے مثبت طریقے اختیار نہیں کیے۔ بلکہ وہ نبی ﷺ کی ذات کے بارے میں اپنے منفی نظریات کو ثابت کرنے کے لیے تحقیقی طریقہ کار کی فاش غلطیاں کرتا ہے جیسا کہ وہ واقعاتِ سیرت کی معلومات کے حصول کی غرض سے اہم اور بنیادی اسلامی مآخذ کی طرف نہیں جاتا بلکہ وہ ما قبل مستشرقین کے اقوال و تحاریر سے ان کی آراء اور افتراپردازیاں نقل کر کے انھی کی بنیاد پر اپنی رائے قائم کرتا ہے جو کہ نہایت غلط اور ناانصافی کی بات ہے اور کلی طور پر غیر علمی و غیر سنجیدہ اور متعصبانہ رویہ ہے۔[37]
- الدکتور سلطان بن عمر الحصین نے مستشرقین کے سیرت و شخصیت نبوی ﷺ سے متعلق علمی و تحقیقی منہج پر نقد کرتے ہوئے لکھا کہ مستشرقین نے چونکہ اپنے اختیار کردہ مؤقف اور فکر باطل ہی کے مطابق بات کرنا ہوتی ہے لہٰذا انہیں اس چیز سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا کہ وہ حقائق سے روگردانی اور چشم پوشی کر رہے ہیں اور الزام تراشی و بہتان تراز ی کی روش اپنا رہے ہیں۔[38] ایک اور مقام پر مستشرق سیدیو کا اعتراض (کہ

آپ ﷺ کے بچپن کے بہت کم حالات معلوم ہیں) بیان کرتے ہوئے محقق نے اس کے منہج علمی پر یوں تبصرہ کیا:

"ان منهج البحث العلمي يُلزم المستشرق بأن يدلل على ما يقول ولا نطلب منه غير دليل واحد فقط ولكنه لن يجده مهما حاول من أي أعناق النصوص لأن سيرة نبينا الكريم أنصع وأنقى سيرة عرفتها البشرية جمعاء"[39]

مزید لکھتے ہیں: "فتجدهم ينتقون من حوادث التاريخ الإسلامي ما يؤيد وجهات نظرهم ويتجاهلون غيرها، أو تراهم يركزون على حادثة قد تكون صحيحة تاريخيا إلا أن هناك ما هو أهم منها وأجدر بإلقاء الضوء عليه فيهملوه الحاجة في نفوسهم۔"[40]

- اسی طرح مستشرق سیدیو کے حوادث تاریخیہ کو بیان کرنے کے منہج پر تبصرہ کرتے ہوئے الدکتور الحصین نے لکھا کہ سیدیو نے بھی دیگر مستشرقین کی طرح وہی منہج اختیار کیا ہے جس میں واقعے کا صرف اتنا حصہ بیان کی جاتا ہے جس کو واضح کرنا مقصود ہوتا ہے۔ واقعے کے اسباب و وجوہات اور دیگر جزئیات کو مخفی رکھا جاتا ہے۔ انہوں نے اسے ''منهج الانتقاء'' کا نام دیا ہے۔ بعدازاں انہوں نے بنو قینقاع اور بنو نضیر کے واقعات تفصیلاً بیان کیے اور ان حوادث کے اصل اسباب و محرکات پر روشنی ڈالی اور واضح کیا کہ کس طرح سیدیو نے اسباب و وجوہات کو مخفی رکھ کر صرف وہ حصہ بیان کیا جس سے مسلمانوں کو ظالم، قابض اور مال و دولت کے حریص اور یہود کو مظلوم و مقہور ثابت کیا جاسکے۔[41] مزید لکھتے ہیں: "وكعادته لا يقدم سيديو دليلاً او مرجعاً على ما يقول" [42]
- اسی طرح ایک اور مقام پر الدکتور سلطان بن عمر الحصین نے سیدیو کے طرز استدلال کے حوالے سے تبصرہ کیا کہ چونکہ وہ ذات و حیات نبوی ﷺ کے حوالے سے مختلف شکوک و شبہات پیدا کرنے کے لیے بلا ثبوت اندازوں اور مفروضوں کا سہارا لیتا ہے اس لیے اس سے غلط اور جھوٹے نتائج کا نکلنا امر لازم ہے۔[43] مزید کہتے ہیں کہ مستشرق سیدیو کا منہج یہ ہے کہ وہ پہلے اپنے دماغ میں ایک جھوٹا مفروضہ قائم کرتا ہے اور پھر اس مفروضے کے ثبوت تلاش کرتا ہے چاہے وہ حقیقت سے کتنا ہی دور اور باطل کیوں نہ ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ کئی مقامات پر وہ اپنے شبہات کو بیان کرنے میں ہچکچاتا اور گھبراہٹ محسوس کرتا نظر آتا ہے۔ الدکتور الحصین لکھتے ہیں:

"إن سيديو قد وضع الفكرة في ذهنه مسبقاً، وأخذ يبحث عما يدعمها من الأدلة مهما كان الدليل بعيداً عن موضع الاستدلال، فهو لا يؤمن بنبوة محمدﷺ ، ولذا تراه مضطرباً إلى التناقض في

تقديم شبهته، فتارة يقول بأن القرآن من تأليف محمد الا الله وتارة يقول بأنه ﷺ قد أليم الديانة اليهودية والنصرانية ومرة ينص على علمه بالديانتين"[44]

قول مستشرق کو یقینی طور پر جھوٹ اور تہمت قرار دینا

سعودی سیرت نگاروں نے اپنی تالیفات میں متعدد مقامات پر مستشرقین کے اقوال وافتراءات پر نقد کرتے ہوئے انھیں واشگاف الفاظ میں کذب وافتراءاور تہمت قرار دیا ہے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ مستشرقین کی ان تحقیقات کا اصل مقصد اسلام وپیغمبر اسلام کے حقیقی اور روشن چہرے کی آب وتاب کو متاثر کرنا ہے، جیسا کہ ایک سعودی محقق ''عبدالستار سعید'' اپنے مقالے میں مستشرقین کی افتراپردازیوں اور بہتان تراشیوں کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''یہ مطالعات شکوک وشبہات اور غیر منصفانہ تنقید سے بھرے ہوئے ہیں، جو یکے بعد دیگرے ابھرتے ہیں۔ان میں اسلام کے تمام پہلوؤں کو چیلنج کیا گیا ہے، جو قرآن مجید سے شروع ہو کر اور سنت نبوی اور اس کے راویوں پر نقد وجرح تک جاتے ہیں۔ یہ نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ پر تہمت لگانے اور روشن اسلامی تاریخ میں عظمت اور بھلائی کی تمام نشانیوں کو مٹانے کا مقصد لیے ہوئے ہیں۔ لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ اسلام کا کوئی ایک پہلو بھی نہیں چھوڑا گیا بلکہ نہایت منظم انداز میں ہر پہلو سے نفرت کے تیر برسائے گئے۔''[45]

گویا مستشرقین کا اصل مقصد اور ہدف ہی یہ ہے۔ سعودی ادب سیرت میں مستشرقین پر نقد کے ضمن میں جہاں یہ اسلوب ملتا ہے اس کی چند امثلہ درج ذیل ہیں:

- الدکتور غیثان علی جریس نے کتاب ''افتراءات المستشرق كارل بروكلمان على السيرة النبوية'' میں مستشرق بروکلمان کا یہ افتراء ذکر کیا کہ نبی اکرم ﷺ کی مدینہ منورہ میں تشریف آوری کے بعد زیادہ جھکاؤ یہود کی طرف تھا تاکہ وہ اس نئے دین میں شامل ہو جائیں۔ مؤلف نے اسے واضح تہمت قرار دیا اور لکھا کہ:

"وبهذا القول فهو لم يخرج عن دائرة اتهاماته هو وغيره من المستشرقين في أن الرسول اتصل باليهود وتأثر بهم، ولو أنه يحدد هنا الوقت الذي تأثرت اتجاهات النبي ﷺ باليهود بأنها الأيام الأولى من إقامته في المدينة"[46]

اسی طرح ایک اور موقع پر بروکلمان کے غزوات سے متعلق افتراء (کہ غزوات کا مقصد محض مال غنیمت کا حصول تھا) پر تبصرہ کرتے ہوئے الدکتور غیثان علی جریس نے واشگاف الفاظ میں اسے جھوٹ اور بروکلمان کا خبث وتعصب قرار دیا اور لکھا کہ:

"فكيف بعد هذا تجدهم كما ادعى بروكلمان يجدون التحريض من رسول الله ﷺ ليحاربوا المشركين لهدف الحصول على الغنائم والثروات ؟ يا لها من ادعاءات باطلة مطلية بالخبث والمكر والدهاء ، بل وبالتعصب الذي أعمى بصيرة بروكلمان حتى لا يقول الحق ويبطل الباطل"[47]

مزید بنوقینقاع کے تنازعہ پر بحث کرتے ہوئے مؤلف نے بروکلمان پر یوں نقد کیا:

"لكن بروكلمان لا يهمه إلا الخلط والكذب في سبيل الوصول إلى الهدف الذى يتطلع إليه وهو الطعن في سيرة الرسول ﷺ بل وفي تاريخ المسلمين بشكل عام"[48]

- الدکتور مازن بن صلاح مطبقانی نے نقضِ معاہدۂ حدیبیہ کے حوالے سے مستشرق برنارڈ لویس کے اعتراض (کہ معاہدۂ حدیبیہ کے ٹوٹنے کا سبب ایک مسلمان اور کافر کی ذاتی دشمنی اور جھگڑا تھا) کا جواب دیتے ہوئے اسے لویس کا افتراء اور جان بوجھ کر حقیقت سے صرفِ نظر کرنے کی کوشش قرار دیا۔ موصوف کہتے ہیں:

"أما قوله إن نقض المسلمين لصلح الحديبيه كان نتيجة خلاف شخصي بحت فهو افتراء على الحقيقة وتجاهل للأخلاق الاسلامية التي لا يجهلها لويس۔ فإن الاسلام يحث دائماً على الوفاء بالعهد والوفاء بالعقود"[49]

اسی طرح ایک اور مقام پر الدکتور مازن بن صلاح مطبقانی نے بیان کیا کہ برنارڈ لویس صلح حدیبیہ کے بعد نبی اکرم ﷺ کے مختلف سربراہان مملکت کو لکھے گئے خطوط کا انکار کرتا ہے۔ محقق کے مطابق برنارڈ لویس نے خطوط کا انکار کم علمی کی وجہ سے نہیں کیا بلکہ جان بوجھ کر حقائق سے چشم پوشی کی ہے۔[50]

- الدکتور سلطان بن عمر الحصین نے بعض مقامات پر دورانِ نقد واضح کیا کہ سیدیو و دیگر مستشرقین حقیقت سے لاعلم نہیں بلکہ وہ جان بوجھ کر جھوٹ باندھتے اور بہتان تراشی کرتے ہوئے تجہیل کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ موصوف رقم طراز ہیں:

"ويظهر تساؤل هنا: لم يحرص سيديو وغيره من المستشرقين على وصف حياة الرسول ﷺ الأولى بالغموض؟ مع تيقنهم بأن الحق خلاف ذلك، لم حرص سيديو وغيره على التجهيل بحياة الرسول الله على ما فيها من وضوح إلا لأن إثارة مثل هذه الشبهة يهيئ الفرصة للتخمين والافتراض عند تناولهم لشخص الرسول ﷺ"[51]

مستشرقین کی آراء کو غیر اہم اور ناقابل اعتنا قرار دینا

نقد استشراق کے ضمن میں عمومی منہج یہی پایا جاتا ہے کہ محقق یا نقاد کسی ایک مستشرق کے مختلف اقوال یا مختلف واقعات وحوادث سے متعلق ایک سے زیادہ مستشرقین کے اقوال وافکار کو بیان کر کے عقلی ونقلی دلائل کی روشنی میں ان کا رد وابطال کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ البتہ بعض علمائے سعودی عرب نے اس عمومی اسلوب سے ہٹ کر ایک اسلوب اپنایا ہے جو خصوصاً الدکتور زاھر عواض الالمعی کی کتاب "مع المفسرين والمستشرقين في زواج النبیﷺ بزينب بنت جحش: دراسة تحليلية" میں ملتا ہے۔ مؤلف کا اسلوب یہ ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے حضرت زینب بنت جحش کے ساتھ نکاح کے حوالے سے مختلف مستشرقین کے مسموم افکار و نظریات کا تفصیلی ذکر کیا ہے اور بعض مقامات پر اس پر مختصر تبصرہ اور نقد بھی کیا ہے۔ البتہ بعض مقامات ایسے ہیں جہاں انہوں نے مستشرقین کے افتراءات کو تفصیلاً بیان کرنے کے بعد ان کا رد وابطال کرنے کی بجائے محض انہیں غیر اہم اور ناقابل اعتنا قرار دیا اور لکھا کہ مستشرقین کی کتب اس قسم کے واضح اتہامات وافتراءات سے بھری پڑی ہیں اس لیے ان کا جواب دینے کی چنداں ضرورت نہیں۔ ایک مقام پر مؤلف رقمطراز ہیں:

"وهذا الكلام لا يحتاج إلى تعليق لأنها نغمة استشراقية مكشوفة وكتب المستشرقين مملوءة بهذه النزعات المنحرفة كما هو واضح في أقوال موير، ومرجليوث وأرفنج واشنطن، وسبرنجر، وغيرهم."[52]

- مستشرقین کی آراء کو غیر اہم قرار دیتے ہوئے ان کے اعتراضات کا جواب دینے کو محض وقت کا ضیاع سمجھنے کا اسلوب الدکتور محمد بن فارس الجمیل کے ہاں بھی نظر آتا ہے۔ موصوف نے اپنی کتاب "النبیﷺ و يهود المدينة-دراسة تحليلية لعلاقة الرسولﷺ بيهود المدينة ومواقف المستشرقين منها" میں مسلمانوں اور یہود کے قبیلہ بنوقینقاع کے مابین نزاع کو موضوع بحث بناتے ہوئے اس کی وجوہات کے حوالے سے معروف مستشرق ولیم میور کی آراء بیان کیں اور آخر میں اس کا جواب دینے اور رد کرنے کی بجائے صرف یہ کہہ کر بحث ختم کر دی کہ:

"ولأن ميور لم يكلف نفسه البحث عن أسباب أخرى للمشكلة، فليس من العدل إضاعة وقت القارئ في الرد عليه"[53]

سعودی ادب سیرت میں پائے جانے والے نقد استشراق کے مذکورہ بالا مناہج واسالیب اس بات کا بیّن ثبوت ہیں کہ علمائے سعودی عرب نے اسلام وپیغمبر اسلام کے خلاف معاندین کی مذموم کوششوں اور اقدامات کا نہ صرف نہایت بیدار مغزی اور فرض شناسی کے ساتھ تعاقب کیا بلکہ نہایت جانفشانی سے تحقیق وتدقیق کے ذریعے مستشرقین کے باطل افکار ونظریات اور بہتان تراشیوں وافتراپردازیوں کا بھرپور اور مدلل رد وابطال کیا اور اس ضمن میں کسی قسم کا اثر اور رعب قبول کرنے، دبنے اور مدافعانہ ومعذرت خواہانہ رویہ اختیار کرنے اور حق بات کہنے میں کسی قسم کی ملامت اور طعن وتشنیع سے ڈرنے کی بجائے نہ صرف واشگاف الفاظ میں اور واضح طور پر ذات وشخصیت نبوی اور سیرت وپیغام نبوی ﷺ کا اصل چہرہ پیش کرنے کی کوشش کی بلکہ اس ضمن میں مستشرقین کے تعصب اور کذب وافتراء کا ببانگ دہل اعلان کیا اور وضاحت کے ساتھ ان کے مذموم ومسموم ارادوں کی نشاندہی کی اور لوگوں کو اس سے آگاہ وخبردار کیا۔ چنانچہ یہ خصوصیت سعودی سیرت نگاروں کو اس ضمن میں دیگر خطوں اور ممالک کے علماء وناقدینِ استشراق سے کافی حد تک ممتاز کرتی ہے۔

خلاصہ بحث

- مستشرقین پر نقد وجرح کا کام ہر دور میں ہر خطے کے مسلم علماء نے بڑھ چڑھ کر کیا ہے۔ مصر، شام، سوڈان، الجزائر، برصغیر پاک وہند اور سعودی عرب ودیگر مسلم ممالک میں اس حوالے سے بکثرت کتب ومضامین لکھے گئے اور محبت ودفاع رسول کا فریضہ ہر ممکن طریقے سے ادا کرنے کی کوشش کی گئی۔
- سعودی عرب کے سیرتی ادب میں نقد استشراق کے جو اسالیب اختیار کیے گئے ہیں وہ نہایت عالمانہ اور محققانہ ہیں۔ سعودی سیرت نگاروں نے دوران نقد ان اسالیب کو اختیار کرکے اپنی تبحر علمی اور تحقیقی طریقوں سے واقفیت کا بھرپور ثبوت دیا ہے۔ اس ضمن میں سب سے اہم اسلوب مستشرقین کی آراء کے رد میں نقلی ذرائع استدلال اختیار کرنا یعنی بنیادی اسلامی مصادر سے استدلال کرنا ہے۔ سعودی عرب کے سیرت نگاروں نے اس اسلوب کو اختیار کرتے ہوئے اپنی کتب میں قرآن مجید کی آیات سے براہ راست استدلال کرنے کے ساتھ مختلف کتب تفاسیر کو بھی ذریعۂ استدلال بنایا ہے۔ علاوہ ازیں احادیث مبارکہ کو بھی متعدد مقامات پر بطور دلیل درج کیا گیا ہے اور بعض کتب میں احادیث و رواۃ الحدیث کی استنادی حیثیت پر بھی بات کی گئی ہے۔ اس طرح سعودی عرب کی کتب سیرت میں مستشرقین پر نقد وجرح کے ضمن میں کتب تاریخ وسیرت وغیرہ کو بھی بطور ذرائع استدلال اختیار کیا گیا ہے۔

- ❖ سعودی کتبِ سیرت میں مستشرقین کے افکار کا عقلی تجزیہ بھی کیا گیا ہے اور واضح کیا گیا ہے کہ مستشرقین کا اعتراض عقل کی کسوٹی پر بھی پورا نہیں اترتا تو یہ حقیقت کیسے ہو سکتا ہے۔
- ❖ نقدِ استشراق کے حوالے سے سعودی عرب کے سیرت نگاروں نے ایک اور جو اسلوب اختیار کیا ہے وہ دیگر مستشرقین کے مماثل اقوال بیان کر کے ان کا رد کرنا ہے۔ یعنی کسی ایک مستشرق کے زیرِ تبصرہ قول کے ہم خیال دیگر مستشرقین کے اسی طرح کے اعتراضات کا ذکر کر کے سب کا اکٹھے ہی رد و ابطال کیا گیا ہے۔
- ❖ سعودی کتبِ سیرت میں پایا جانے والا نقدِ استشراق کا ایک اور اسلوب کسی مستشرق کے قول کے رد میں اس کے ہم مذہب مستشرقین کے منصفانہ اور مثبت اقوال بیان کرنا ہے۔
- ❖ سعودی عرب کے ناقدینِ استشراق نے اپنی کتب میں بعض مقامات پر مستشرقین کے افکار و نظریات کو واضح طور پر باطل اور کذب بیانی اور حقائق سے روگردانی قرار دیا ہے۔ یعنی انہوں نے ڈھکے چھپے الفاظ میں بات کرنے کی بجائے کسی لگی لپٹی کے بغیر مستشرقین کے افتراءات والزامات کو جھوٹا اور بے بنیاد قرار دے دیا ہے۔
- ❖ ایک اور اسلوب جو بعض سعودی محققین نے اختیار کیا ہے کہ بعض مقامات پر مستشرقین کی رائے کا جواب دینے کی بجائے اسے جھوٹا قرار دے کر اسے نظر انداز کر دیا اور جواب نہ دینا ہے۔
- ❖ سعودی سیرت نگاروں نے مستشرقین کے ذرائع استدلال اور طریقہ استدلال پر بھی نقد کیا ہے اور واضح کیا ہے کہ مستشرقین تحقیق کے اصولوں کی خلاف ورزی کرتے ہوئے من چاہی آراء تھوپ دیتے ہیں خواہ ان کا کوئی قوی مصدر نہ بھی ہو۔

حوالہ جات و حواشی

---

[1] غیثان علی جریس، الدکتور، افتراءات المستشرق کارل بروکلمان علی السیرۃ النبویۃ، الرابع ۱۴۱۸ھ، ص: ۴۰

Ghīthān Ali Jarīs, Dr., Iftira’at al-Mustashriq Karl Brokelmann ala Sīrat an-Nabawiyah, 4th Edition 1418 A.H, p: 40

[2] عبس: ۱-۲

Al-Abas: 1-2

[3] الأنفال: ٦٧-٦٨

Al-Anfāl: 67-68

[4] ادریس حامد محمد، الدکتور، آراء المستشرقین حول مفہوم الوحی، س ن، ص: ۳۸

Idrīs Hamid Muhammad, Dr., Arāul Mustashriqīn Hawl Mafhūm al-Wahi, p:38

[5] الضحیٰ: ۶؛ مطبقانی، مازن بن صلاح، الدکتور، الاستشراق والاتجاہات الفکریۃ فی التاریخ الاسلامی، مکتبہ الملک فہد الوطنیۃ، ریاض ۱۴۱۶ھ، ص: ۲۶۲

Ad-Duha: 6 ; Matbaqani, Mazin bin Salah, Dr., Al-Istishrāq wal Ittijahātul fikriya fī Tarīkhil Islami, King Fahad National Library, Riyadh 1416 A.H, p: 262

[6] صحیح بخاری، حدیث:۲

Sahih Bukhari, Hadith No. 2

[7] فالح بن محمد بن فالح الصغیر، الاستشراق وموقفہ من السنۃ النبویۃ، مجمع الملک فھد لطباعۃ المصحف الشریف بالمدینۃ المنورۃ، ص:۲۹

Fāleh bin Muhammad bin Fāleh as-Saghīr, Al-Istishrāq wa mauqifuhu min as-Sunnah an-Nabawiyah, King Fahd Complex for the Printing of the Holy Qur'an, Madinah Munawarah, p: 29

[8] مطبقانی، مازن بن صلاح، الدکتور، الاستشراق والاتجاھات الفکریہ فی التاریخ الاسلامی، ص:۲۶۰

Matbaqani, Mazin bin Salah, Dr., Al-Istishrāq wal Ittijahātul fikriya fī Tarīkhil Islami, p: 260

[9] صحیح بخاری، حدیث:۳

Sahih Bukhari, Hadith No. 3

[10] ادریس حامد محمد، الدکتور، آراء المستشرقین حول مفھوم الوحی، ص:۵۲

Idrīs Hamid Muhammad, Dr., Arāul Mustashriqīn Hawl Mafhūm al-Wahi, p: 52

[11] Muhammad Mohar Ali, Dr., Sīrat Al-Nabi and the Orientalists, King Fahd Complex for the printing of the Holy Qur'an Madinah, 1st Edition 1997, 2/695-696

[12] مطبقانی، مازن بن صلاح، الدکتور، الاستشراق والاتجاھات الفکریہ فی التاریخ الاسلامی، ص:۲۶۲

Matbaqani, Mazin bin Salah, Dr., Al-Istishrāq wal Ittijahātul fikriya fī Tarīkhil Islami, p: 262

[13] غیثان علی جریس، الدکتور، افتراءات المستشرق کارل بروکلمان علی السیرۃ النبویۃ، ص:۳۶

Ghīthān Ali Jarīs, Dr., Iftira'at al-Mustashriq Karl Brokelmann ala Sīrat an-Nabawiyah, p: 36

[14] ابن کثیر، اسماعیل بن عمر (م ۷۷۴ھ)، السیرۃ النبویۃ من البدایۃ والنھایۃ، دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت، ۱۳۹۵ھ، ۲۰۶/۱

Ibne Kathīr, Ismail bin Umar (d. 774 A.H), As-Sīrah an-Nabawiyah minal Bidayah wan-Nihayah, Darul Ma'rifa lit-Taba'ati wan-Nashri wat-Tauzi', Beirut 1395 A.H, vol:1, p: 206

[15] مطبقانی، مازن بن صلاح، الدکتور، الاستشراق والاتجاھات الفکریہ فی التاریخ الاسلامی، ص:۲۶۲

Matbaqani, Mazin bin Salah, Dr., Al-Istishrāq wal Ittijahātul fikriya fī Tarīkhil Islami, p: 262

[16] مطبقانی، مازن بن صلاح، الدکتور، الاستشراق والاتجاھات الفکریہ فی التاریخ الاسلامی، ص:۲۶۴؛ جواد علی، تاریخ العرب فی الاسلام، بیروت ۱۹۸۳، ص:۲۰۰

Matbaqani, Mazin bin Salah, Dr., Al-Istishrāq wal Ittijahātul fikriya fī Tarīkhil Islami, p: 264 ; Jawād Ali, Tarīkh-ul-Arab fil Islam, Beirut 1983, p: 200

[17] Muhammad Mohar Ali, Dr., Sīrat Al-Nabi and the Orientalists, 2/692

[18] غیثان علی جریس، الدکتور، افتراءات المستشرق کارل بروکلمان علی السیرۃ النبویۃ، ص:۴۴

Ghīthān Ali Jarīs, Dr., Iftira'at al-Mustashriq Karl Brokelmann ala Sīrat an-Nabawiyah, p: 44

[19] الحصین، سلطان بن عمر، الدکتور، الاستشراق الفرنسی والسیرۃ النبویۃ دراسۃ نقدیۃ لکتاب تاریخ العرب العام، المدینہ المنورہ، الاولیٰ ۱۴۳۶ھ، ص:۱۱۳

Al-Husyn, Sultān bin Umar, Dr., Al-Istishrāqul Faransi was-Sīrah an-Nabawiyah, Dirasah Naqdiyah li-kitāb Tarīkhul-Arab al-Āam, al-Madīnah al-Munawarah, 1st Edition 1436 A.H, p: 67-68

[20] غیثان علی جریس، الدکتور، افتراءات المستشرق کارل بروکلمان علی السیرۃ النبویۃ، ص:۲۸

Ghīthān Ali Jarīs, Dr., Iftira’at al-Mustashriq Karl Brokelmann ala Sīrat an-Nabawiyah, p: 28

[21] Muhammad Mohar Ali, Dr., Sīrat Al-Nabi and the Orientalists, 1/212

[22] فالح بن محمد بن فالح الصغیر، الاستشراق وموقفه من السنة النبوية، ص:۳۳-۳۴

Fāleh bin Muhammad bin Fāleh as-Saghīr, Al-Istishrāq wa mauqifuhu min as-Sunnah an-Nabawiyah,, p:33-34

[23] غیثان علی جریس، الدکتور، افتراءات المستشرق کارل بروکلمان علی السیرۃ النبویۃ، ص:۲۹-۳۰

Ghīthān Ali Jarīs, Dr., Iftira’at al-Mustashriq Karl Brokelmann ala Sīrat an-Nabawiyah, p: 29-30

[24] ایضاً، ص:۴۴-۴۵

Ibid, p: 44-45

[25] غیثان علی جریس، الدکتور، افتراءات المستشرق کارل بروکلمان علی السیرۃ النبویۃ، ص:۴۶-۴۸

Ghīthān Ali Jarīs, Dr., Iftira’at al-Mustashriq Karl Brokelmann ala Sīrat an-Nabawiyah, p: 46-48

[26] الحصین، سلطان بن عمر، الدکتور، الاستشراق الفرنسی والسیرۃ النبویۃ دراسۃ نقدیۃ لکتاب تاریخ العرب العام، ص:۶۷-۶۸

Al-Husyn, Sultān bin Umar, Dr., Al-Istishrāqul Faransi was-Sīrah an-Nabawiyah, Dirasah Naqdiyah li-kitāb Tarīkhul-Arab al-Āam, p: 67-68

[27] مطبقانی، مازن بن صلاح، الدکتور، الاستشراق والاتجاهات الفکریہ فی التاریخ الاسلامی، ص:۲۶۴

Matbaqani, Mazin bin Salah, Dr., Al-Istishrāq wal Ittijahātul fikriya fī Tarīkhil Islami, p: 264

[28] فالح بن محمد بن فالح الصغیر، الاستشراق وموقفه من السنة النبوية، ص:۴۵-۴۶

Fāleh bin Muhammad bin Fāleh as-Saghīr, Al-Istishrāq wa mauqifuhu min as-Sunnah an-Nabawiyah,, p: 45-46

[29] ادریس حامد محمد، الدکتور، آراء المستشرقین حول مفهوم الوحی، س ن، ص:۳۵

Idrīs Hamid Muhammad, Dr., Arāul Mustashriqīn Hawl Mafhūm al-Wahi, p: 35

[30] ایضاً، ص:۶۰-۶۱

Ibid, p: 60-61

[31] الغفیلی، فہد بن محمد بن محمد، السنا الوهاج فی سن عائشۃ عند الزواج، دار الصمیعی، الاولیٰ ۱۴۳۲ھ، ص:۳۲۸

Al-Ghafīli, Fahd bin Muhammad, As-Sināl Wahāj fī sinni Aisha inda Ziwāj, Dar as-Samī’i, 1st Edition 1432 A.H, p: 328

[32] الحصین، سلطان بن عمر، الدکتور، الاستشراق الفرنسی والسیرۃ النبویۃ دراسۃ نقدیۃ لکتاب تاریخ العرب العام، ص:۶۸-۶۹

Al-Husyn, Sultān bin Umar, Dr., Al-Istishrāqul Faransi was-Sīrah an-Nabawiyah, Dirasah Naqdiyah li-kitāb Tarīkhul-Arab al-Āam, p: 68-69

[33] غیثان علی جریس، الدکتور، افتراءات المستشرق کارل بروکلمان علی السیرۃ النبویۃ، ص:۳۳

Ghīthān Ali Jarīs, Dr., Iftira’at al-Mustashriq Karl Brokelmann ala Sīrat an-Nabawiyah, p: 33

[34] ایضاً، ص:۴۰

Ibid, p: 40

[35] ایضاً، ص:۵۷

Ibid, p: 57

36 ادریس حامد محمد، الدکتور، آراء المستشرقین حول مفہوم الوحی، ص:۵۹
Idrīs Hamid Muhammad, Dr., Arāul Mustashriqīn Hawl Mafhūm al-Wahi, p:59
37 ایضاً، ص:۲۹۳-۲۹۵
Ibid, p: 293-295
38 ایضاً، ص:۷۲
Ibid, p: 72
39 ایضاً، ص:۷۱
Ibid, p: 71
40 ایضاً، ص:۷۴
Ibid, p:74
41 الحصین، سلطان بن عمر، الدکتور، الاستشراق الفرنسی والسیرۃ النبویۃ دراسۃ نقدیۃ لکتاب تاریخ العرب العام، ص:۹۳
Al-Husyn, Sultān bin Umar, Dr., Al-Istishrāqul Faransi was-Sīrah an-Nabawiyah, Dirasah Naqdiyah li-kitāb Tarīkhul-Arab al-Āam, p: 93
42 ایضاً، ص:۹۵
Ibid, p: 95
43 ایضاً، ص:۱۱۹-۱۲۰
Ibid, p: 119-120
44 ایضاً، ص:۱۰۳
Ibid, p: 103
45 عبد الستار سعید، فتح اللہ، "الغزو الفکری والتیارات المعادیۃ للاسلام" (بحوث مؤتمر الفقہ الإسلامی عام ۱۳۹۶ھ)، الریاض، جامعۃ الإمام محمد بن سعود الإسلامیۃ، ۱۴۰۴ھ، ص:۲۲۹
Abdul Sattār Saīd, Fathullah, Al-Ghazw al-Fikri wat-Tyarāt al-Mādiya lil Islam (Buhuth Mutamir al-Fiqhi al-Islami year 1396 A.H), Imam Mohammad Ibn Saud Islamic University, Riyadh 1404 A.H, p: 229
46 غیثان علی جریس، الدکتور، افتراءات المستشرق کارل بروکلمان علی السیرۃ النبویۃ، ص:۳۷
Ghīthān Ali Jarīs, Dr., Iftira'at al-Mustashriq Karl Brokelmann ala Sīrat an-Nabawiyah, p: 37
47 ایضاً، ص:۴۱
Ibid, p: 41
48 ایضاً، ص:۴۴
Ibid, p: 44
49 مطبقانی، مازن بن صلاح، الدکتور، الاستشراق والاتجاہات الفکریہ فی التاریخ الاسلامی، ص:۲۷۶
Matbaqani, Mazin bin Salah, Dr., Al-Istishrāq wal Ittijahātul fikriya fī Tarīkhil Islami, p: 276
50 ایضاً، ص:۲۸۶
Ibid, p: 286
51 الحصین، سلطان بن عمر، الدکتور، الاستشراق الفرنسی والسیرۃ النبویۃ دراسۃ نقدیۃ لکتاب تاریخ العرب العام، ص:۷۰
Al-Husyn, Sultān bin Umar, Dr., Al-Istishrāqul Faransi was-Sīrah an-Nabawiyah, Dirasah

Naqdiyah li-kitāb Tarīkhul-Arab al-Āam, p: 70

52 الالمعی، زاھر عواض، الدکتور، مع المفسرین والمستشرقین فی زواج النبی ﷺ بزینب بنت جحش: دراسة تحلیلیة، ص:۲۵

Al-Alma'i, Zahir Awāz, Dr., Ma'al Mufassirīn wal-Mustashriqīn fī Zawājin-Nabi be-Zainab bint Jahsh: Dirasa Tahlīliyah, p: 25

53 محمد بن فارس الجمیل، الدکتور، النبی ﷺ ویھود المدینة، ص:۱۴۳

Muhammad bin Fāris al-Jamīl, Dr., An-Nabi wa Yahūd-ul-Madīnah, King faisal center for Islamic Studies and research, 1st Edition 1422 A.H, p:143